نفلی روزں کے ضروری احکام پر مشتمل مختصر رسالہ

نفلی روزں

کے ضروری احکام

تحریر
مولانا احمد علی مردانی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر
اسلامی ادبی ٹولنہ مردان

نفلی روزں کے ضروری احکام پر مشتمل مختصر رسالہ

نفلی روزں

کے ضروری احکام

تحریر

مولانا احمد علی مردانی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

اسلامی ادبی ٹولتہ مردان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ السلام علیٰ رسولہٖ محمدٍ واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد ....

مستحب کا معنی ومفہوم

مستحب وہ فعل ہے جس کا ثبوت بھی ظنی ہو اور کی دلیل بھی ظنی ہو۔شریعتِ اسلامی کی اصطلاح میں مستحب وہ فعل کہلاتا ہے کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے یا آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہو اور اس کو اچھی خیال کیا ہو، یا تابعین نے اس عمل کو اچھا سمجھا ہو۔لیکن اس کو ہمیشہ یا اکثر نہ کیا ہو بلکہ کبھی کیا تو کبھی ترک کیا ہو۔اس عمل کو سنتِ زائدہ، عادیہ یا سنت غیر مؤکدہ بھی کہتے ہیں۔بعض اہلِ علم نے اولیٰ وافضل کے لیے لفظ مستحب اختیار فرمایا ہے۔ فقہاءِ اُمت نے لفظِ مستحب کی جگہ کبھی کبھی لفظ نفل کا بھی ہے۔گویا فقہاء دین کے نزدیک لفظ مستحب اور نفل دونوں ہم مفہوم ہیں۔

مستحب کا حکم

اہل علم فرماتے ہیں کہ مستحب کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں۔یعنی چھوڑنا کوئی گناہ۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مستحب کے تارک کا حکم کسی بھی سزا وعذاب کا مستحق نہیں۔الختصر مستحب حصولِ رضا کا باعث ہے، مستحب قربِ مصطفیٰ ﷺ کا باعث ہے، مستحب معاصی کے زائل کرنے کا باعث ہے، مستحب جنت کے نعمتوں کے حصول کا باعث ہے، مستحب رحمتِ الٰہی کا باعث ہے، مستحب تسکینِ یومِ جزاء کا باعث ہے، مستحب ہر اِک قلب کے سکون کا ہے۔

شوال المکرم کے چھ روزے

ماہِ رمضان المبارک کے بعد عید الفطر کے فوراً بعد یعنی 2 شوال المکرّم سے لیکر اخیرِ ماہ تک

چھ روزے رکھنا مستحب ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی بڑی ترغیب دی ہے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:۔رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا جوشخص ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے وہ ہمیشہ روزے رکھنے کی مانند ہوگا۔(صحیح مسلم)اہل علم نے اسی توضیح یوں بیان فرمائی کہ شریعتِ مطہرہ میں ہر ایک نیک عمل پر دس گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔پس رمضان المبارک کے تیس کو دس میں ضرب دینے سے تین سو آتا ہے اور پھر چھ کو دس میں ضرب دینے سے ساٹھ آتا ہے،پھر تین سو اور ساٹھ کو جمع کرنے سے تین سو ساٹھ بن جاتا ہے اور اسلامی سال 360 دنوں کا ہوتا ہے۔گویا یہ شخص اس طریقے سے سال بھر روزے رکھنے والا شمار ہوگا۔بعض حضرات عیدالفطر کے فوراً بعد متصل پے درپے رکھنے کے قائل ہیں۔امام ابوحنیفہؒ جس کے پاک وہند میں ہم پیروکار ومقلد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ روزے پورے مہینے میں کسی بھی وقت ایک ساتھ یا متفرق رکھے جاسکتے ہیں۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ عنہ کے پاس جب شوال المکرّم کے پاس جب شوال المکرّم کے چھ روزوں کا ذکر کیا جاتا تو وہ فرماتے:اللہ کی قسم،اللہ تعالیٰ اس ماہ کے روزوں سے پورے سال راضی ہے۔عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:یہ(یعنی شوال المکرّم کے چھ روزے)ایک اچھا عمل ہے،یہ ہر ماہ تین دن روزوں کی مانند ہے۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روزے رمضان المبارک سے ملا دیئے جائیں۔حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو یہی پسند تھا کہ یہ(چھ روزے)مہینے کے ابتدائی چھ دنوں میں ہوں۔مزید اُنہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شوال المکرّم کے چھ دن کے روزے الگ الگ دنوں میں رکھے تب بھی جائز ہے۔ یاد رہیں کہ شوال المکرّم کے چھ روزوں کی فضیلت سے متعلق روایات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ،حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک وہم کا ازالہ

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا امام مالک میں ان روزوں کے بابت نقل کیا ہے کہ یہ عمل (شوال کے چھ روزے) اہل علم میں سے کسی سے ثابت نہیں۔ بناء بریں وہ اور بعض دیگر اہل علم اِس کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کے کراہت کے قائل اس لیے تھے کہ اُس زمانے میں لوگ اس کو وجوب کو درجہ دیتے تھے، اور امرِ مستحب کو وجوب کا درجہ کسی بھی عالم یا امام کے نزدیک جائز نہیں۔ اُس وقت اُن وہ فتویٰ شوال کے روزوں کی شرعی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے تھا۔ (مرقاۃ) اور شاید امامِ مالکؒ کے زمانے میں شوال المکرّم کے چھ روزے نہ رکھنے والے کو نہ رکھنے کی وجہ ملامت کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے اس بناء پر اُن کا فتویٰ ہے۔ اس لیے کہ کسی امرِ مستحب کا کرنے والا اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے اور نہ کرنے والا نہ تو ملامت کا مستحق ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے ترک پر کوئی وعید وسزا مقرر ہے۔

مستحب روزوں سے کیا مراد ہے؟

مستحب روزوں سے مراد شوال المکرّم کے روزے، ایامِ بیض کے روزے، پیر اور جمعرات کا روزہ، نو، دس یا دس، گیارہ محرم الحرام کے روزے، موسمِ سرما کے روزے، ماہِ ذوالحجہ کے ابتدائی دنوں کے روزے، اور یومِ عرفہ کا روزہ ہے۔ ذیل میں مذکورہ تمام روزوں کی انفرادی نقل کی جارہی ہے۔

ایامِ بیض کے روزے

ایام البیض (بمعنٰی سفید ایام) قمری مہینے کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخوں کو کہا جاتا ہے۔ روایات میں ان دنوں میں روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قال رسول اللّٰہ ﷺ ”یا ابا ذرّ اذا صُمت من

الشهر ثلثة ايّام فصم ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة (رواه الترمذی والنسائی) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تو مہینے کے تین روزے رکھے تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی تھا کہ آپ ﷺ ہر مہینے تین روزے رکھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مہینے کے اوّل دنوں میں تین روزے رکھتے اور جمعہ کے دن کم ہی افطار کرتے تھے۔ (رواه الترمذی والنسائی و رواه ابوداؤد الیٰ ثـلٰثة ايّـــام) امام ابوداؤدؒ نے اس روایت کے صرف ابتدائی حصے کو نقل کیا ہے یعنی فقط تین روزوں کا اُس روایات میں ذکر ہے۔ باقی الفاظ اُس روایت میں موجود نہیں۔

ایامِ بیض کی ابتداء کب (کس دن) اور کس تاریخ کو ہوگی؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر مہینے کی تین روزے رکھوں۔ ان میں سے پہلا سوموار (پیر کا دن) ہو یا (ابتداء) جمعرات (سے) ہو۔ (رواه ابوداؤد والنسائی) اسی روایت کو بنیاد بنا کر اہل علم فرماتے ہیں کہ جب بھی ماہانہ تین روزے رکھے جائیں تو پھر یا تو اُن کی ابتداء پیر سے ہو یا پھر اُن کی ابتداء جمعرات سے ہو۔ اور اگر ایام ایاض میں ابتداء ان دِنوں سے ممکن نہ ہوں۔ یعنی ایام بیض پیر یا جمرات کے علاوہ دنوں سے شروع ہوتے ہوں تو پھر روزہ دار جس طریق کو بھی اپنائے ہر ایک طریق حدیث کے موافق ہے۔ بعض اہل علم اس روایت کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ ایامِ بیض سے مراد ہر قمری مہینے کے ابتدائی تین دنوں کے روزے ہیں۔ بعض حضرات کے بقول ایام بیض کی ابتداء بارہویں تاریخ سے ہوتی ہے۔ یعنی بارہویں، تیرہویں، چودہویں۔ اور بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ ایام بیض سے مراد مہینے کے پہلے دن کا روزہ پھر دسویں اور پھر بیسویں تاریخ کا روزہ ہے۔ اس کے کئی دیگر اقوال بھی اہل علم سے نقل کئے گئے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وجہ تسمیہ

اہل فرماتے ہیں کہ ایام البیض کا نام درحقیقت ''ایام اللیالی البیض '' ہے اور اس ان الفاظ میں سے لفظ لیالی کو حذف کردیا گیا ہے اور بعض از حذف لیالی لفظ مذکورہ ''ایام البیض'' بن گیا ۔لفظ بیض بیضاء کی جمع ہے جس کے معنی عربی زبان میں سفید کے ہیں ۔قدیم اہل عرب ہر ایک دن مخصوص صفات کی بدولت ایک مخصوص نام دیا کرتے تھے ۔اہل عرب نے اپنی عادت کے موافق ان ایام کو ایام البیض دے دیا، کیونکہ ان مخصوص تین راتوں میں چاند خوب روشن ہوتا ہے ۔ان ایام مذکورہ کے لیے اسم ''اوضح'' اور ''اسم غُرّ'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے ۔بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ ان ایام بیض کو ایام بیض اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دلوں سے گناہوں کی تاریکی کو دُور کرنے والے دن ہیں اور اس کی بدولت دلوں کو روشنی ملتی ہے ۔بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ ان دنوں کو ایامِ بیض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اُتارا گیا تو اُن کا تمام بدن سیاہ ہوگیا تھا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو اُنہیں دیا گیا کہ ان دنوں میں تین روزے رکھو چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے تیرہویں کو روزہ رکھا تو اُن کا ایک تہائی بدن سفید ہوگیا چودہویں کو روزہ رکھا تو دو تہائی بدن سفید ہوگیا اور جب پندرہویں کا روزہ رکھا تو تمام بدن سفید و روشن ہوگیا ۔اس وجہ سے ان ایام کو ایامِ بیض کے نام سے موسوم کیا گیا ۔

پیر اور جمعرات کا روزہ

روزہ رکھنا رمضان المبارک کے علاوہ ماسوا پانچ دنوں میں ایک ممدوح اور باعثِ اجر ثواب والا عمل ہے ۔اہل علم نے ہر پیر اور ہر جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے ۔اور اس کی دلیل حدیثِ بالا ہے ۔

یومِ عاشورا کا روزہ ...اہمیت و استحباب

یومِ عاشورہ کا روزہ رکھنا مسنون ہے ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے :

رسول اللہ ﷺ جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم (اس دن) روزہ کیوں رکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا یہ بہت ہی بڑا دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو غرق کیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر اس دن روزہ رکھا۔ ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریبی (نزدیک) ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور (اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (متفق علیہ)
یہ حدیث اس بات میں بالکل بالکل صریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورا یعنی دس محرم الحرام کا روزہ رکھا ہے اور اپنے صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اہل فرماتے ہیں کہ یہ حکم وجوبی تھا پھر جب رمضان المبارک کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو اس دن کا حکمِ وجوبی منسوخ ہوگیا۔۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے جب اس روزہ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ اگر آئندہ سال زندہ رہا تو نویں کا روزہ بھی ساتھ رکھوں گا۔ (تا کہ یہودیوں کی مخالفت لازم آجائے)۔ اسی لیے اہل علم فرماتے ہیں کہ یومِ عاشورا یعنی دس محرم الحرام کے ساتھ نو محرم الحرام یا پھر گیارہ محرم الحرام بھی روزہ رکھنا چاہیے تا کہ یہودیوں کی مخالفت لازم آجائے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چار چیزیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑیں۔ عاشورا یعنی دس محرم الحرام کا روزہ، ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے روزے اور ہر ماہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے کی دو رکعت۔ (رواہ النسائی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے بعد اللہ تعالیٰ کے مہینہ محرم الحرام کے روزے افضل ہیں اور فرضوں کے بعد رات کی نماز افضل ہے۔ (صحیح مسلم)

☆☆☆☆☆☆☆☆

عشرہ ذوالحجہ کے روزے

ایامِ عشرہ ذوالحجہ سے مراد ماہِ ذوالحجہ کے ابتدائی نو دن ہیں یعنی یکم ذوالحجہ سے لیکر نو ذوالحجہ تک روزے رکھنا مستحب اور زیادہ باعثِ اجر وثواب ہیں ۔مجمع الزوائد کی حدیث ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذوالحجہ سے زیادہ پسندیدہ ہو (اس لیے کہ)عشرۂ ذوالحجہ میں ہر اِک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر (ثواب میں مساوی) ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ماہِ ذوالحجہ کے ابتدائی عشرہ کے نو دنوں میں روزہ رکھنا بہت زیادہ اجر وثواب رکھتا ہے۔دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا ممنوع ہے کیونکہ عید الاضحیٰ والے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے ۔اسی لیے عشرہ ذوالحجہ میں یکم سے نو تاریخ تک کی قید لگائی گئی۔عشرہ ذوالحجہ میں نو تاریخ کو یومِ عرفہ کہتے ہیں یومِ عرفہ کی تاکید دوسرے ایام کی بنسبت اور بھی زیادہ ہے ۔حدیث میں ہے: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کا قوی اُمید رکھتا ہوں کہ یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔(صحیح مسلم)

پانچ دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم یومِ فطر اور یوم النحر (یعنی عید الفطر، اور عید الاضحیٰ کے تین دن) میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ۔اہل علم اس حدیث کی توضیح میں لکھتے ہیں کہ ممانعت کی وجہ یہی ہے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی ہوئی مہمانی سے اعراض لازم آتا ہے ۔اسی طرح حضرت نبیشۃ الھذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں ۔(صحیح مسلم) ان احادیث کی بنیاد پر اہل علم نے فتویٰ دیا ہے کہ پانچ دنوں میں روزہ

رکھنا شرعاً ناجائز ہے: عید الفطر والے دن، عید الاضحیٰ والے دن اور عید الاضحیٰ والے کے بعد ایامِ تشریق کے تین دن۔

دیگر متفرق مسائل

☆نفل روزہ رکھنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے اس لیے بلا عذرِ شرعی کے توڑنا جائز نہیں ہوگا۔

☆میدانِ عرفات میں اہلِ عرفات کے لیے روزہ رکھنا مکروہ یعنی غیر اولیٰ ہے۔ کیونکہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی وجہ سے ضعف لاحق ہونے کا اندیشہ ہے جس کی وجہ سے افعالِ حج میں کوتاہی ہو سکتی ہے۔

☆امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نفل روزہ اور متعین روزہ جیسے رمضان اور صومِ نذر معین ان کی نیت زوال سے پہلے پہلے کر لینا کافی ہے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں۔ اگرچہ اولیٰ و بہتر ہے۔ اور بقیہ روزوں کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے۔

واللّٰہ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمت بحمد الله تعالیٰ وبتوفیقہٖ .... ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم ... وصلى الله تعالیٰ علیٰ خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين . امين يارب العٰلمين